

تہذیب و تکملن آشور

از جا ب لفظ نئی کرنل خواجه عبدالرشید صاحب آئی یا میں مایس

گذشت سال برہان میں ہمارا ایک مقالہ عنوان "تاریخ کے دورانِ غازیں آرین قومی" شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں ہم نے کچھ اقوام کا ذکر کیا تھا۔ اس دفعہ انھیں اقوام میں سے ایک کا جو آشوری قوم (Assyrians) کے نام سے منسوب ہے، ذکر تفصیل سے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ قوم اپنی تہذیب اور تاریخ کے لحاظ سے بہت مشہور ہے اور اس کے متعلق بہت سے اہم تاریخی پہلو سائنسے آئے ہیں جن کا تعلق قصص القرآن سے بھی بڑی حد تک ہے۔

آشور کی مملکت کی تاریخ تقریباً ۲۰۰ (تین ہزار) قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ یہ علاقہ پلائی خصیب کے شمال میں دریائے زاب خورد (Lesser zab) کے دہانے تک محدود تھا اس مملکت کا جنوبی حصہ زاب بزرگ (Greater zabi) اور زاب خورد کے دہانوں سے لیکر دریائے دجلہ تک پہنچ جاتا تھا۔ زیادہ تر اس علاقے کا شمالی حصہ پهاری ہے اور کچھ سطح مرتفع ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں اکثر وادیاں بھی موجود ہیں جو نہیات زرخیز ہیں، اور کاشتکاری کے لئے نہیات مودوں ہیں۔ دریاؤں کے کنارے تو خاص طور پر نہیات زرخیز ہیں۔ اس علاقے کی اہمیت اس سے بھی دو ڈالا ہو جاتی ہے کہ نام مشہور شاہراہیں جو ایران، کردستان اور عراق کو ملاتی ہیں، میں پیاس ہی سے ہو گر گزرتی ہیں۔ ترکستان اور لبنان سے بھی ان شاہراہوں کا تعلق ہے۔ اس کے مشرق اور جنوب میں ایک وسیع میدان ہے جو ایک طرف تو کروک تک پہنچتا ہے اور ردسری جانب موصل تک چلا گیا ہے۔ ماسی میدان کے وسط میں اربیل واقع ہے۔ اربیل سے موصل کی طرف جو میدان ہے یہ وہی مشہور میدان ہے جہاں سکندر را عظم اور دارالکے مابین جنگ ہوئی اور اسی جنگ کو جنگ اربیل

کہا جاتا ہے (نقش کے لئے ہمارا مقام ملک طاؤس جو گذشتہ سال برلن میں شائع ہوا تھا، ملاحظہ ہو)۔ ان دریاؤں میں ماہ اپریل سے طغیانیاں آنا شروع ہوتی ہیں۔ سردوں کے موسم میں تم شامی سلسلہ کوہستان برف پوش ہو جاتا ہے اور اپریل سے یہ برف گھنٹا شروع ہو جاتا ہے۔ ان طغیانیوں کی وجہ سے یہ علاقہ اور بھی زرخیز ہے۔ یہ دریا کردستان کے پہاڑوں سے نکل کر آتے ہیں یہ وہی کوہستانی علاقہ ہے جہاں سے گذر کر اول اول آریں گروہ ہلال خصیب میں پھیل گئے ہیں۔ اور کچھ گروہ آشور میں آباد ہو گئے تھے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جب مالک پر کوئی قوم دھاوا بولتی ہے تو وہ اکثر پہاڑی علاقوں میں سے اترنی ہے، پہاڑی علاقوں کے باشندے اکثر جنگاکش اور بہادر ہوتے ہیں۔

اول اول جب آئین القوام کا یہاں ورود ہوا تو ہمیں یہاں کی آبادی کچھ میں جعلی نظر پڑتی ہے (Palaeolithic Age) کے آثار بھی اس علاقہ میں ملتے ہیں۔ ذیرہ زور کے علاقے Dair- 20r. میں توہہت سے قدیم ہتھیار بھی دستیاب ہو چکے ہیں۔ نہی صرف یہاں بلکہ نینوا (Ninervah) اور آشور (Ashur) سے آج کل قلعہ شرکت کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی متعدد پرانی آبادیوں کے آثار ملتے ہیں۔

اس علاقے سے حاصل شدہ اشیاء کی مثالیہت اور (عملہ) سے برآمدہ شدہ چیزوں سے بھی بہت ہے اور جو کنکار (عملہ) سے جو سیاہ اور بُر بن ملے ہیں ان کے وقت کا تاریخ ۲۹.. قبل میسح کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ کے کجا جا سکتا ہے کہ اس علاقہ آشور کی تہذیب اس زمانے سے ملتی ہے جبکہ انسان اول دفعہ مٹی کے صورت بننے (Painted Pottery) ایجاد کئے تھے۔ اہرین آثار قدیمی اس زمانے کی تاریخ ۳۵.. قبل میسح قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد انسان نے دھاٹوں کا استعمال ایجاد کیا تو مٹی کے برتوں کی صفت (Pottery) معدوم ہرنا شروع ہو گئی۔ اسی لئے ... قبل میسح سے پہلی تہذیب آشوری یہ کوئی تہذیب کے نشانات نہیں ملتے۔ زیادہ تر جو ثبوت ہم پہنچائے گئے ہیں ان سے وقت ۳۰... ۲۰.. قبل میسح تک کا ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ وقفہ مخصوص اس لئے پیدا ہو گیا ہے کہ ماہرین ان علاقوں میں مکمل طور پر کھدائی نہیں کر سکے۔ ابھی بہت سے قدیم مقامات یہاں دبے

پڑے ہیں۔ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ جب سخن (Sennacherib) نے دوبارہ نینوا کو تعمیر کیا تو اس نے اس کی بنیاد پر ایک بہت وسیع چوترا بنوایا۔ ممکن ہے پرانی تہذیب اس کے نیچے بھی پوشیدہ ہو گیو کہ اس چوترا کو ابھی تک طور پر صاف نہیں کیا گیا۔ دوسرے اس علاقے میں ابھی بہت سے ٹیکے (Mounds) موجود ہیں جہاں کھدائی شروع نہیں ہوئی۔ جنگ عظیم سے پیشتر اور اس کے بعد ان یہی ترکی حکومت نے یہاں کھدائی منسوع قرار دی�ی تھی۔ اور اس کے بعد تھوڑا بہت جو کام ہوا ہے وہ ابھی تک تاکمل ہے۔

اسی صدی میں جن ماہرین نے یہاں کام کیا ہے ان میں سے سب نے مشہور بوتا (Botta) ایک فرانسیسی آرکیولوجٹ (Archaeologist) تھا۔ سُدُنی سمیت (Sydney Smith) مژاگ (Rawlinson) اور سڑھر راسم (Rassam) اور ل. وی. کینگ (L. W. King) تھے۔ لگزشتہ صدی کے ماہرین جنہوں نے اس تحقیق کی بنا پر کہی ان میں سب سے مشہور لے یارڈ (Lyard) والنسن (Rawlinson) اور ڈالنکس (Hincks) تھے۔ یہ تمام ماہرین اس امر کا اعتراض کر رہے ہیں کہ ابھی بہت کچھ معلوم کرنا اس علاقے میں باقی رہ گیا ہے۔

ان ماہرین آثربیات (Assyriologists) کی راہ میں جو ذیقیں پیش آئیں اس کا اندازہ ذیل کی مثال سے ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں جب بوتا (Botta) نے کھدائی شروع کی تو اس کو اجازت لینے میں بہت وقت پیش آئی ترکی حکومت کی شرط پر کمی رضا مند تھی۔ اس کی بھگاتی دہ میلہ مقام پر کچھ مکانات خرید کے اور قدیم نینواو (Ninivah) کا ہی ایک حصہ ہے۔ اب تو اس میلہ پر لیکھ قصہ بھی قائم ہو چکا ہے بوتا (Botta) نے ایک اچھوتو چال جیسی مگر کارگر ہوئی۔ اس بھگتے اس میلے پر چند ایک مکانات خرید کے اور ان کے اندر سے اس نے کھدائی کا عمل خفیہ طور پر شروع کر دیا۔ وہ اپنے اس فعل میں بہت حد تک کا میاب ہوا۔ کھدائی کے دوران میں اس کو دوسرے ٹینیں ملیں جو محلات کی طرف پہنچتی تھیں یہ محلات سخن (Sennacherib) کے تعمیر شدہ تھے۔ اسے ملیں سرگوں میں

چند گینہ بہت اک بکتبے درست بھی نہیں۔ مگر کسی نے یہ راز فاش کر دیا۔

جب ترکی حکومت کے پاس اس کی شکایت پہنچی تو بوتا کو وہاں سے بکل جانے کا حکم ملا، ہماری دانست میں یہ جو رکاوٹ اسے پیش آئی اس کی وجہ میں نہیں عصب تھا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ شخص خفیہ طور پر حضرت یونس علیہ السلام کے مزار تک پہنچا چاہتا ہے اور شاید وہاں اسے کسی خزانے کے ملنے کا امکان نظر آتا ہے۔ اس روذے آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ دوبارہ اس کام کو شروع کر سکے۔ ہمارا خیال ہے یہ میہجس پر آجکل حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے سخرب (Senacherib) کے زمانے میں اس کے محل کا ایک حصہ تھا۔

آشور (Ashur) یعنی قلعہ شرکت جو ملکت آشور کا دارالخلافہ تھا یہاں بھی ایک کثیر قوم ہے اور صرف کی گئی مگر حرب توقع اس قدر دستیاب نہ ہو سکا کہ آشور کی قدیم تاریخ پر کچھ روشنی پڑ سکے۔ یہ ازالخلافہ اول اول، ۲۶۵ قبل مسیح کے دریاں بناتھا۔ امید کی جاتی ہے کہ عراق کا محکمہ آثار قدیمہ عنقریب اس مقام پر از مرزو کا مہم شروع کر دیگا۔ بہت ممکن ہے کہ پھر اس علاقے کی قدیمی داستان مکمل ہو جائے۔

اس علاقے کے متعلق جس قدر بھی روایات مشہور ہیں اگرچہ ان میں سے اکثر ردایتوں کی تصدیق نہیں ہوئی، تاہم یہ سب نہایت دلچسپ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کی تہذیب طوفانِ نوح سے بھی قدیم تر ہے۔ چند ایک بادشاہوں کے نام خطاطی سے بھی حل ہو چکے ہیں جو طوفانِ نوح سے بھی پہلے کے تھے۔ ایک سورخ نے تو دس بادشاہوں کے نام لئے ہیں جو طوفانِ نوح سے پہلی ملکت آشور پر حکمران تھے۔ یہ سورخ ایک کلدانی ہے اور سخرب (Senacherib) کے زمانے میں تھا۔ ممکن ہے یہ کلدانی انہی لوگوں میں سے ہو جو سن کو یک رکر سخرب بالی سے لایا تھا۔ اس علاقے میں آج بھی کلدانیوں کی یہ کافی تعداد موجود ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کلدانی سورخ نے محض وہ قصہ دوہرائے ہیں جو خود اس کے زمانے سے دو ہزار سال پیشتر کے واقعات تھے۔ ان قصوں کا ذکر سڑنی سمحت (Sydney Smith) اپنی مشہور و معروف کتاب ہستری آفت اٹیا (History of Assyria) میں کرتا ہے۔

بہر کیف ماہن آثار قدیمہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سورج کی تہذیب کی قدمت ہندوب ہے جس کا وقت ۳۰۰ قبل مسحی سے بھی بہت پہلے ہوتا ہے یہاں تک کہ اور (علماء) کی تہذیب سے بھی بہت پہلے کی طوفان نوح کا قصہ سویبری کتابات سے بھی ثابت ہوتا ہے اس واقعہ کو وہاں تکمیش (ماہن ہے) کی روایت سے منسوب کی گیا ہے۔ یہ سب سے پرانی روایت طوفان نوح کے متعلق معلوم ہوئی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسرقت سے بہت سے مقاموں کو اس واقعہ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے حقیقت تواند تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تناسب نہ ہو گا اگر ان علاقوں کی جو طوفان نوح کے واقعہ کے ساتھ والبستہ ہیں، خود ابہت ذکر کر دیا جائے۔

ملک طاؤس ولے مقامے میں ہم نے تین مقاموں کا ذکر کیا تھا، کوہ سفینہ، عین سفینہ اور جبل سخار ان علاقوں کے ساتھ مندرجہ ذیل قصے منسوب ہیں:-

کوہ سفینہ، ار بیل کے شمارک طرف تقریباً، میل مقام شقلادہ کے قریب واقع ہے اس کو کوہ سفینہ (یعنی کشتی والا پہاڑ) اس نے کہا جاتا ہے کہ طوفان نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر ترقی ہوئی تکی تو اس پہاڑ کے پاس آ کر رک گئی اور یہیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو کشتی پر سے اتارا۔

دوسرامقام عین سفینے ہے اور یہ موصل سے شمال مغرب کی طرف تقریباً، میل کے فاصلے پر واقع ہے یہیں سے راستہ شیخ عدنی اور بادیان (Barwan) کو جاتا ہے۔ یہاں ایک چشمہ اب بھی موجود ہے اول اس کے ساتھ یہ روایت والبستہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب طوفان کی خبر دی گئی اور کشتی بتاتے کا حکم مل لتو انہوں نے اسی مقام پر کشتی بنائی۔ اور یہ جو چشمہ موجود ہے اسی میں شرطی کی قدرت سے طوفان آگیا۔

تیسرا مقام جبل سخار ہے یہ مقام موصل کے جنوب مغرب کی طرف تقریباً، میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ اس پہاڑ میں اب بھی غار موجود ہیں اور ان میں زیدی رہتے ہیں۔ ان میں یہ قصہ مشہور ہے کہ جب عین سفینے میں طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی یہاں آ کر اس پہاڑ کے پاس رک گئی

پہنچوں قصے ہمارے سنتے ہیں وہاں آئے ہیں۔ واسطہ علم بالصواب۔

اسی سلسلے میں ایک اور دلچسپ واقعہ یاد آگیا ہے۔ پھری صدی کے آخریں طوفانِ نوح سے متعلق ہندوستان میں ایک بحث شروع ہوئی تھی۔ اس بحث میں مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے، میاں محمد مظہر الحنفی برٹش رائٹ لار مر جم مولانا عایت رسول صاحب چریا کوئی۔ لالہ بن اکفی پرشاد چریا کوئی تلیز حضرت مولانا مولوی قاضی عایت رسول صاحب۔ یہ تمام بحث ایک رسالہ کی شکل میں سنتھے ہیں شائع ہوئی تھی۔ اس رسالہ کا نام ”احسن البيان فی تحقیق مسألة الطوفان“ ہے۔ اس مقام بحث میں خطاب صحیح کے نکبات سے بحث کی گئی ہے اور موضوع یہ ہے کہ طوفان عام تھا یا کسی خاص مقام کے ساتھ وابستہ تھا۔ سب سے دلچسپ بحث وہ ہے جو پنڈت صاحب نے شروع کی تھی۔ اپنے دوں اور دیگر منہدوں کی بولی سے وہ یہ بات پیش نہ کوئی ہے کہ ہر جگہ کے بعد ایک طوفان عظیم آتا رہا ہے۔

یہ بات ہمیں اس سے پیش رکھی چڑھنے کا انعام ہوا ہے مگر یہ نہ اس کا ذکر ہے اس لئے کیا ہے کہ ایک مقام جو بند جبل کھنڈ میں ہے اس کے متعلق بھی سپنگوں میں اس طوفان کا قسم پایا جاتا ہے یہ مقام ریاست بیجاور کے قریب بند جبل کھنڈ میں واقع ہے اور اس کو سیم کھنڈ کہتے ہیں۔ ہم نے اس مقام کو ۱۹۵۶ء میں دیکھا۔ درستے ایسا حکومت ہوتا ہے جیسا ایک کنوں ہے مگر قریب پنج کم معلوم ہو اکامس کے آندھی خاصی سیر ہیں ہیں جو تقریباً دس فٹ چھوٹی میں اور ان کی تعداد تقریباً تیس اور چالیس کے درمیان ہے۔ نیچے اتر کر ایک دینی دلالان میں آتے ہیں جس کے ایک طرف غار ہیں اور دوسری جانب پہاڑ کو تراش کر کر بنا دیئے گئے ہیں۔ پھر ایک سیر چھوٹ کا اور سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس کے اختتام پر ایک تالاب ہے مختصر سدا یہ تالاب درحقیقت چشمہ ہے۔ روایت ہے کہ اس تالاب کی گہرائی معلوم نہیں ہو سکی اور یہ واقعہ ہے کہ جب ہم نے اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس کی سطح نظر میں پرتی تھی۔ باقی اس قدر نیلے زنگ کا تھا کہ سمندر کا پانی بھی اس قدر بیلا دیکھنے میں ہیں آیا، مگر نہایت شخافت تھا۔ تالاب کے دونوں جانب دو قمروں اس چنان کے حصے تھے دو تک نیچے جاتے دکھائی دیتے تھے مگر تھے نظر نہ آتے تھے۔ اس تالاب کے عین اوپر پہاڑ سے چھٹت بنی ہوئی تھی جس میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا اور اس سوراخ سے روشنی انداز کرنا

جگہ کو روشن کر دی تھی۔ اس مقام کے ساتھ ہندوؤں نے یقصدہ منوب کر کر لئے کہ جو پہلا طوفان آیا وہ
یہاں سے شروع ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس مقام کو حسیم کھنڈ کیوں کہا جاتا ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا البتہ قیاس یہ کہتا ہے حسیم جو بادشاہ
خداوس کے ساتھ کوئی معاشرت نہیں کرتے۔ کھنڈ سنکرت میں تالاب کو کہتے ہیں اسی لئے بندیل کھنڈ کے
علائقے کا نام یہ پڑ گیا ہے کیونکہ اس علاقے میں جگہ جگہ تالاب اور جھیلیں ہیں۔

درحقیقت سترین سترین علاقے طوفان فوج کے متعلق جو علاقہ جو یورپ کیا ہے وہ ارارات (Ararat) کا ہے۔ خیر پر تو ایک جملہ معتبر ہے تھا۔ بات آشوریوں کی ہو رہی تھی۔

لفظ آشور کے متعلق ہم کچھے کسی مقالہ میں لکھ آئے ہیں کہ آشوریوں کا دیوتا تھا اسی کے نام
پر مقام آشور (قلعہ شرکت) کا نام رکھا گیا اور اسی نام سے آشوری قوم کو (Assyrians) یاد کیا جاتا ہے
اس لفظ کا استعمال ہمیں خط سنجی کے کتبوں میں دو طرح سے ملتا ہے ایک آشیر (Ashir) اور دوسرے
آشور (Ashur) ابتداء میں اس لفظ کو تین معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اول شہر یا ملکیتی مکتبے۔ دویم
ملک یا زمین کے لئے اور سوم دویتکے معنوں میں۔ ہمیں آشیر (Ashir) کا لفظ زیادہ مروذوں میں معلوم ہوتا ہے
کیونکہ ابتداء میں لفظ رجن (Rishon) اور حیم (Him) کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ سومیری (Sumerian)
زبان میں اسی لفظ کو آ۔ اسار (A-U-sar) کا جانا تھا اب یہ معلوم نہیں کہ یہ لفظ اسمی یا Sematique
زبان کا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو ہبہ ممکن ہے کہ یہ عبرانی (Hebrew) زبان کے لفظ آشور
کا متراود ہو۔ آشوری زبان میں اس لفظ کو دو طرح لکھا جاتا تھا خط سنجی میں یہ لفظ لا حظہ ہو۔

— ۲۲۱ —

— ۲۲۲ —

یہ آشوری کہاں سے آئے؟ تایخ اس کے متعلق مختلف جواب دیتی ہے۔ ہمیں ان سب بے

اختلاف ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلوں میں ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ بھی آرین اقوام کا ایک گروہ تھا جو سومیری اقوام کے بعد اس علاقے میں پہنچا۔ اگرچہ سومیری خود اس علاقے میں سے ہو کر بالآخر خصیب کے جزو میں پہنچے۔ اس کے یہی سکون ہے کہ اس علاقے کی تہذیب اُر (Uru) کی تہذیب سے قدیم تر ہے۔ اور یہ جو آثار ثابت کرتے ہیں کہ یہاں کی تہذیب قدیم تر ہے تو غالباً اس اولین گروہ کے نشأت ہیں جو یہاں سے ہو کر گزریں اور سومیری کھلائیں۔ غالباً یہ گروہ آرمینیا (Armenia) سے ہوتا ہوا کردستان پہنچا اور کردستان کو عبور کر کے ترکستان جن کو اس زمانے میں آنا طولیاً کہا جاتا تھا وہاں پہنچا اور بھیج رہاں کی ملکت آشور آبادی مورخین یہ کہتے ہیں کہ آشوری حکومت بابل کے فرماز و انتخے اور اکادی تھے ہمارے نزدیک یہ شخص غلط ہے۔ یہ ضرور ہو اک ایک زمانے میں آشور پربابلوں کی حکومت ہو گئی تھی ہے حیرالنوب (Hammurabi) نے اس کو فتح کر لیا تھا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے آنخل سے مندرجہ ذیل مدد خین کہتے ہیں کہ باب پیدائش (19:1) میں مذکور ہے کہ آشور (مفوود) بابل سے باہر چلا گیا۔ اور شیوا کی پیشہ درکھی۔ ہماری دانست میں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آشور سہیشی بابلوں کے تحت رہا ہے، ان کی اپنی بھی حکومت تھی جو کی صدیوں تک قائم رہی۔ بلکہ یہیں تو بابلوں کی تہذیب کا بھی آشوری تہذیب پر بہت کم اثر نظر آتا ہے۔ آکادی اور سومیری زبانوں کا بھی آشوری زبان سے دور کا تعلق نہیں۔ یہ دونوں زبانیں آشوری زبان سے بالکل مختلف ہیں۔ البتہ رسم الخط ہبہ ملتا ہو سکتا ہے۔ رسم الخط آشوری میں شروع ہوا ہو جیسے کتبوں سے ثابت ہے کہ آشوریوں کی تہذیب سومیری تہذیب سے زیادہ پرانی تھی۔ دوہزار سال قبل تھے آشوری تہذیب یہاں تک ترقی کر چکی کہ یہیں یہاں سیاسی اور ادبی امور سے ملتے ہیں۔ اور ان کے اپنے قانون ملک یہیں رائج تھے جن میں عورتوں کے حقوق کا باقاعدہ طور پر تحفظ کیا گیا تھا۔ ان کے وزراء اور امرا بھی سومیریوں سے زیادہ مہذب تھے جو اپنے محل اور لاہریوں ایں رکھتے تھے۔ یہ لاہریوں اب متعدد جمیعوں سے برآمد ہو چکی ہیں۔

مورخین کی ایک شاخ نے جب یہ محسوس کیا کہ آشوریوں کا تعلق اکادیوں اور سومیریوں کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا تو انہوں نے یہ کوشش شروع کی کہ ان کو سینک (Semerkand) کے

ثابت کیا جائے اور بتایا جائے کہ یہ درصل و سطح عرب کے باشدت تھے۔ اس کی بنایتی کہ ان دونوں کی زبان میں مشابہت نہیں۔

گردگیر امور اس تحقیق کے بالکل خلاف ہو گئے ہیں۔ مکن ہو سکتا ہے عربی نسل کو آشور کے ساتھ راہ و رسم ہو، اور ظاہر ہے کہ ایک تہذیب کا دوسرا پر ضرور اثر پڑتا ہے۔ یہی بعد نہیں کہان کی زبان سے آشوریوں نے بہت سے الفاظ اخذ کر لئے ہوں۔ لیکن ان دونوں کے لکھنی میں بے حد تفاوت ہے مذاہب میں بہت اختلاف نمایاں ہے۔ شکل و شابست میں آشوری سوریا کے آلامیوں سے بہت ملتے جیتے ہیں (Armaens of Syria) یہ ضبط اور سپت قدر تھے اور ان کے بال گھونگروالے اور سیاہ رنگ کے تھے۔ عربوں کا فدو فاقہ اس کے بالکل عکس ہے۔

مورخین یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آشوری ایشیاء کو چک (Asia Minor) اور دریائے

سلہ میں ایسا محلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیق میں بہت کچھ حقیقت ہے۔ آشوری زبان پر واقعی قیم عربی زبان کا انزوا ہوا اور اکثر الفاظ ابھی عربی زبان کے خط سخنی کے کتبوں سے حل ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ لفظ اریل (Aril) ہی کو لیتے ہیں۔ اس مقام کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت قدیم شہر ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ بتلتے ہیں کہ یہ شہر دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ہے۔ اور فقط یہی ایک شہر ہے جو کسی تباہ و بر باد نہیں ہوا۔ دمشق اور یروت وغیرہ جو اس وقت موجود میں اسی زمانے کے شہر میں مگر کی بار تباہ ہو چکے ہیں۔ مگر اریل کبھی تباہ نہیں ہوا اور متواتر آباد چلا آیا ہے۔ اس شہر کا نام ہمیں اول اول آر (Ar) کے تیسرے شاہی خاندان کے کتبوں میں ملتا ہے وہاں اس کو ار بلم (Arblum) لکھا ہے اس کے بعد آشوریوں نے اس لفظ میں معانی تلاش کر لئے شروع کر دیے۔ اور بالآخر ابھی زبان کے مطابق اس کا نام ار بیلبو (Arblu) (Arbla) رکھ دیا۔ اس کا مطلب چار دیو تھا۔ اربعہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی چار کے ہیں اور ایلو، آشوری زبان میں دیوتا کو کہتے تھے۔ سچا خال ہے کہ یہ لفظ بعد میں ایلویاہ (Arlo) اور امشہر (Amshir) گیا۔ یہی لفظ ار بیلبو بدلے بدستے اریل بن گیا اور یہی لفظ آخر کل مستعمل ہے۔ یہ ایک بہت اطمینان مثال ہے۔ نقل الکلمہ کی جس کی تشریح ہم اسی عنوان کے مقابلے میں، جو گذشتہ سال برہان میں شائع ہوا تھا، کرتا ہے۔

وجد کے مشرقی حصہ کے باشندے تھے۔ یہ علاقہ تقریباً وہی ہے جو ہم نے ابھی ان کے لئے مقرر کیا ہے۔ ان کا بوسری قوموں میں اختلاط اپنی جلد ہو گیا اور انہوں نے دوسری قوموں میں لا تعداد شاہراہی بھی کیں۔ آشوریوں کی تہذیب اور کھچ کی ایک رچپ مثال یہ ہے کہ انھوں نے سال کو بارہ مہینے میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اور ایک مکمل کیلئے رسمی ایجاد کیا تھا۔ ان کے مہینوں کے نام رچپی سے خالی نہ ہوں گے اس لئے ذیل میں درج کردیے جاتے ہیں۔ ان کے تلفظ کے متعلق ہم لقینی طور پر نہیں کہہ سکتے تک کیا ہے۔ درحقیقت خط میں کے کتبیوں کے تحلیل ہو گئے مگر اس زبان کا تلفظ کیا تھا اس کو تخفیف بھی نہیں ہو سکی اور نہ ہی ہونا ممکن ہے جب تک ایک زبان کو بولا جائے تو ناجائز اس کا تلفظ معین کرنا ناممکن ہے۔ بہر حال مہینوں کے نام مندرج ذیل ہیں:-

Qarrate.

Tan (۹) Marte.

Sin.

Kuzalli.

Allanate.

Belti-Ekallim.

Sarate

Kinata.

Muhr illi

Absarani

Hibur

Sippem

۱۔ گراتے

۲۔ تان ڈمارتے

۳۔ سین

۴۔ کوزآلی

۵۔ آلاناتے

۶۔ بیلتی ایکلیم

۷۔ ساراتے

۸۔ کینتے

۹۔ موہرالی

۱۰۔ آب سرآنی

۱۱۔ ہبور

۱۲۔ سیپم

سلوہ نام ہم نے سڑنی سستے کی کتاب سہڑی آن آٹیا سے لئے ہیں۔
لہ موہرالی غائب مہرالی ہے جو حیرابو (عمرابی) کے کتبی میں المثقالی کے لئے مستعمل ہے۔

پڑے ہیں۔ یہی قیاس کیا جاتا ہے کہ جب سخرب (Sennacherib) سنے دوبارہ نیوا کو تعمیر کیا تو اس نے اس کی بنیاد پر ایک بہت وسیع چوترا بنوایا۔ ممکن ہے پرانی تہذیب اس کے نیچے ابھی پہشیدہ ہو گئی تکہ اس چوترا کو ابھی تکل طور پر صاف نہیں کیا گیا۔ دوسرے اس علاقے میں ابھی بہت سے ٹیکے (Mounds) موجود ہیں جہاں کھدائی شروع نہیں ہوئی۔ جنگِ عظیم سے پیشتر اور اس کے دوران میں ترکی حکومت نے یہاں کھدائی منسوع قرار دیدی تھی۔ اور اس کے بعد چوترا بہت جو کام ہوا ہے وہ ابھی تک متمکن ہے۔

ای صدی میں جن ماہرین نے یہاں کام کیا ہے ان میں سے سب نئے مشہور بوتا (Botta) ایک فرانسیسی آرکیووجست (Archaeologist) تھا۔ سڈنی اسمٹ (Sydney Smith) کے مزکرگ ر. W. King اور سڑرا سم (Rassam) نے گذشتہ صدی کے ماہرین جنہوں نے اس تحقیق کی بنیاد کی ان میں سب سے مشہور لے یارڈ (Layard) والشن (Rawlinson) اور ڈاکٹر ہنکس (Dr. Hincks) نے یہ تمام ماہرین اس امر کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ابھی بہت کچھ معلوم کرنا اس علاقے میں باقی رہ گیا ہے۔

ان ماہرین آثاریات (Archaeology) کی راہ میں جو فتنیں پیش آئیں اس کا اندازہ ذیل کی مثال سے ہو سکتا ہے۔ شروع شروع میں جب بوتا (Botta) نے کھدائی شروع کی تو اس کو اجازت لینے میں بہت دقت پیش آئی ترکی حکومت کسی شرط پر کسی رضامند نہیں۔ اس کی نگاہی وہ میلہ تھا جس پر کچھ کل حضرت یونس علیہ السلام کا مزار واقع ہے یہ میلہ موصل سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور قدیم نینوا (Ninewa) کا ہی ایک حصہ ہے۔ اب تو اس میل پر لیکے قصبہ بھی قائم ہو چکا ہے بوتا (Botta) نے ایک اچھوتو چال جی مگر کارگر نہ ہوئی۔ اس نے اس نیلے پر چند ایک مکانات خرید کے اور ان کے اندر سے اس نے کھدائی کا عمل خفیہ طور پر شروع کر دیا۔ وہ اپنے اس فعل میں بہت حد تک کا یاب ہوا۔ کھدائی کے دوران میں اس کو دوسرا فیض ملیں جو محلات کی طرف پہنچتی تھیں یہ محلات سخرب (Sennacherib) کے تعمیر شدہ تھے۔ اس میں سرخنگوں میں

چند یک بہت اس کتبے اور بہت بھی ملنے۔ مگر کسی نے یہ راز فاش کر دیا۔

جب ترکی حکومت کے پاس اس کی شکایت پہنچی تو وہاں کو وہاں سے بکل جانے کا حکم لا، ہماری دانست میں یہ جو رکاوٹ اسے پڑی آئی اس کی وجہ حاضر نہیں تصدیق تھا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ شخص خفیہ طور پر حضرت رسول علیہ السلام کے مذاہنک پہنچنا چاہتا ہے اور شاید وہاں اسے کسی خزانے کے لئے کا انکان نظر آتا ہے۔ اس سفر سے آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی گہ دوبارہ اس کام کو شروع کر سکے۔ ہمارا خیال ہے یہ میاں جس پر آجکل حضرت رسول علیہ السلام کا مذرا ہے سخرب (Sennacherib) کے زمانے میں اس کے محل کا ایک حصہ تھا۔

آشور (Ashur) یعنی قلعہ شرکت جو ملکت آشور کا دارالخلافہ تھا یہاں بھی ایک کثیر قوم کھدا کی میں صرف کی گئی مگر سب توقع اس قدر سیاست نہ ہو سکا کہ آشور کی قدیم تاریخ پر کچھ روشنی پڑ سکے۔ یہ دارالخلافہ اول اول، ۴۵۰ء۔ ۲۴۵ء قبل مسیح کے درمیان بتا تھا۔ امید کی جاتی ہے کہ عراق کا محلہ آثار قدیمہ عنقریب اس مقام پر از سرزو کام شروع کر دیا گا۔ بہت ممکن ہے کہ پھر اس علاقے کی قدیم داستان کامل ہو جائے۔

اس علاقے کے متعلق جس تاریخی روایات مشہور ہیں اگرچہ ان میں سے اکثر روایتوں کی تصدق نہیں ہوئی، تاہم یہ سب نہایت دلچسپ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کی تہذیب طوفانِ نوح سے بھی قدیم تر ہے۔ چند ایک بادشاہوں کے نام خطابی سے بھی حل ہو چکے ہیں جو طوفانِ نوح سے بھی پہلے کے تھے۔ ایک سورخ نے تو دس بادشاہوں کے نام لئے ہیں جو طوفانِ نوح سے پیشہ ملکت آشور پر حکمران تھے۔ یہ سورخ ایک کلدانی ہے اور سخرب (Sennacherib) کے زمانے میں تھا۔ ممکن ہے یہ کلدانی انہی لوگوں میں سے ہو چکا کو کہہ کر سخرب باہل سے لایا تھا۔ اس علاقے میں آجکل بھی کلدانیوں کی ایک کافی تعداد موجود ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کلدانی سورخ نے محض وہ قسم دوسرے ہیں جو خود اس کے زمانے سے دوہزار سال پہلیت کے واقعات تھے۔ ان قسموں کا ذکر کر شُنی سمٹہ (Sydney Smith) اپنی مشہور و معروف کتاب ہستری آفت اٹھیا (History of Assyria) میں کرتا ہے۔

بہر کیفیت مہرین آثارِ قدیمہ نے یہ ثابت کرو رہا ہے کہ آشونک تہذیب ایک قدیم تہذیب ہے جس کا وقت... ۳ قبل مسح سے بھی بہت پہلے ہنچتا ہے یہاں تک کہ اُر (Umla) کی تہذیب سے بھی بہت پہلے کی ہوئی طوفان نوح کا قصہ سومیری کتابات سے بھی ثابت ہوتا ہے اس واقعہ کو دہان گلکمیش (Gulameh) کی روایت سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہی سب سے پرانی روایت طوفان نوح کے متعلق معلوم ہوئی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اسرفت سے بہت سے مقاموں کو اس واقعہ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔ حقیقت توانہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ نامناسب نہ ہو گا اگر ان علاقوں کا جو طوفان نوح کے واقعہ کے ساتھ وابستہ ہیں، تھوڑا بہت ذکر کر دیا جائے۔

ملک طاؤس ولے مقامے میں ہم نے تین مقاموں کا ذکر کیا تھا، کوہ سفینہ، عین سفینہ اور

جل سخار ان علاقوں کے ساتھ مندرجہ ذیل قصے منسوب ہیں:-

کوہ سفینہ، اریل کے شمارک طرف تقریباً، میل مقام شقلادہ کے قریب واقع ہے اس کو کوہ سفینہ (یعنی کشتی والا پہاڑ) اس لئے کہا جاتا ہے کہ طوفان نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر ترقی سہولی تواں پہاڑ کے پاس آ کر رک گئی اور یہیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو کشتی پر سے اتارا۔

دوسرے مقام عین سفینہ ہے اور یہ مصل سے شمال مغرب کی طرف تقریباً، میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں سے راستہ شیخ عدی اور بادیان (Barwan) کو جاتا ہے۔ یہاں ایک چھپہ اب بھی موجود ہے اور اس کے ساتھ یہ روایت وابستہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب طوفان کی خبر دی گئی اور کشتی بتائے کا حکم ملاؤ اخنوں نے اسی مقام پر کشتی بنائی ساویہ جو چشمہ موجود ہے اسی میں پسندیدی کی قدرت سے طوفان آگیا۔

تیسرا مقام جل سخار ہے یہ مقام مصل کے جنوب مغرب کی طرف تقریباً، میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ اس پہاڑ میں اب بھی غار موجود ہیں اور ان میں نزدیکی رہتے ہیں۔ ان میں یہ قصہ مشہور ہے کہ جب عین سفینے میں طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی یہاں آ کر اس پہاڑ کے پاس رک گئی

پتیزون فتحے ہمارے منے میں وہاں آئے ہیں۔ والد اعلم بالعواب۔

اسی سلسلے میں ایک اور دلچسپ واقعہ یاد آگیلے ہے۔ پھری صدی کے آخری طوفان نوح سے متعلق ہندوستان میں ایک بحث شروع ہوئی تھی۔ اس بحث میں مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے، میاں محمد بن ناصر الحنفی، پیر شریعت لار مر حرم مولانا عاذیت رسول صاحب چہار کوئی۔ لالہ بن اکبہ پرشاد چہار کوئی تلمیذ حضرت مولانا مولوی قاضی عاذیت رسول صاحب۔ یہ تمام بحث ایک رسالہ کی شکل میں ۷۹۹ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اس رسالہ کا نام ”احسن البيان فی تحقیق مسئلۃ الطوفان“ ہے۔ اس نام بحث میں خطاب صحیح کے کتابات سے بحث کی گئی ہے اور موضوع یہ ہے کہ طوفان عام تھا یا کہ کسی خاص مقام کے ساتھ وابستہ تھا۔ سب سے دلچسپ بحث وہ ہے جو پڑت صاحب نے شروع کی تھی سپندوں اور دیگر سپندوں کی بدل سے وہ یہ بات پیش کروتے ہیں کہ ہر جگہ کے بعد ایک طوفان عظیم آتا رہا ہے۔

یہ بات میں اس سے پیش رکھی پڑتے کا اتفاق ہوا ہے مگر متن اس کا ذکر ہیاں اس لئے کیا ہے کہ ایک مقام جو بند میں کھنڈیں ہے اس کے متعلق بھی سپندوں میں اس طوفان کا قصہ پایا جاتا ہے یہ مقام ریاست بجاود کے قریب بند میں کھنڈیں واقع ہے اور اس کو بسم کھنڈہ کہتے ہیں۔ ہم نے اس مقام کو ۷۹۹ھ میں دیکھا۔ درستے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا ایک کنوں ہے مگر قریب پہنچ معلوم ہو کیاں کے اندر اچھی خاصی تیرصیاں ہیں جو ترقی بادیں فٹ چھوٹی ہیں اور ان کی تعداد تقریباً تین اور چالیس کے درمیان ہے۔ نیچے اتر کر ایک دینی دلان میں آتے ہیں جس کے ایک طرف غار میں اور دوسری جانب پہاڑ کو تراش کر کرے بنادیتے گئے ہیں۔ پھر ایک تیرصیوں کا اور سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اس کے اختتام پر ایک تالاب پر مختصر سدا۔ پتالاب و حقیقت چشمہ ہے۔ روایت ہے کہ اس تالاب کی گہرائی معلوم نہیں ہو سکی اور یہ واقعہ ہے کہ جب ہم نے اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس کی سطح نظر نہیں پڑتی تھی۔ پانی اس قدر نیلنگ کا تھا کہ سندر کا پانی بھی اس قدر زیاد سیخنے میں نہیں آیا، مگر زیادت شفافت تھا تالاب کے دونوں جانب دو تھوڑے جو اس چنان کے حصے تھے دور تک نیچے جاتے دکھائی دیتے تھے مگر تھے نظر نہ آتے تھے۔ اس تالاب کے میں اوپر پانی سے چھپتے بھی ہوئی تھی جس میں ایک کافی بڑا سوراخ تھا اور اس سوراخ سے روشنی اندر آ کرتا

جگہ کو روشن کر دی تھی۔ اس مقام کے ساتھ ہندوؤں نے یقصدہ سبوب کر رکھا ہے کہ جیسا لہ طوفان آیا وہ یہاں سے شروع ہوا۔ وائد علم بالصواب۔

اس مقام کو یہم ہندوؤں کیجا تا ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا البتہ قیاس یہ کہتا ہے یہم جو بادشاہ خدا کے ساتھ کوئی مناسبت ہو گی، ہندو سنکرت میں تالاب کو کہتے ہیں اسی لئے بندیل ہندو کے علاقے کا نام یہ پڑ گیا ہے کیونکہ اس علاقے میں جگہ جگہ تالاب اور جیلیں ہیں۔ درحقیقت ستر تین نے علاقہ طوفانِ فوح کے متعلق جو علاقہ تجویز کیا ہے وہ اولادت (Creation) کا ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ مختصر ہے تھا، بات آشوریوں کی ہو رہی تھی۔

لغظہ آشور کے متعلق ہم پچھلے کسی مقالے میں لکھ آئے ہیں کہ یہ آشوریوں کا دیوتا تھا اسی کے نام پر مقام آشور (قلعہ سنکرت) کا نام رکھا گیا اور اسی نام سے آشوری قوم کو (Assyrians) یاد کیا جاتا ہے اس لفظ کا استعمال ہمیں خطاطی کے کتبوں میں دو طرح سے ملتا ہے ایک آشیر (Ashur) اور دوسرے آشور (Ashur) ابتداء میں اس لفظ کو تین معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اول شہر یا سٹی کے لئے، دیوم (Dium) ملک یا زمین کے لئے اور سوکم دیوتا کے معنوں میں ہمیں آشیر (Ashur)، کا لفظ ازیادہ مuwōl علوم ہوتا ہے کیونکہ ابتداء میں لفظ رحمٰن اور حیم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ سومیری (Sumerian) زبان میں اسی لفظ کو آئا۔ اسار (A-usar) کا جاتا تھا اب یہ معلوم نہیں کہ یہ لفظ سامی (Semitic) زبان کا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو ہب ممکن ہے کہ پہلی بانی (Hebrew) زبان کے لفظ آشور کا متراود ہو۔ آشوری زبان میں اس لفظ کو دو طرح لکھا جاتا تھا خطاطی میں یہ لفظ ملا خظر ہو۔

— ۲۲ —

— ۲۳ —

یہ شہری کہاں سے آئے ہے تایخ اس کے متعلق مختلف جوابیدی ہے۔ ہمیں ان سب سے

اختلاف ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلوں میں ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ بھی ارین اقوام کا ایک گروہ تھا جو سومیری اور اس کے بعد اس علاقے میں پہنچا۔ اگرچہ سومیری خود اس علاقے میں سے ہو کر ملاں خصیب کے جزو میں پہنچا۔ اسی سبب ممکن ہے کہ اس علاقہ کی تہذیب اور (۶۲) کی تہذیب سے قدیم تر ہے۔ اور یہ جو آثار ثابت کرتے ہیں کہ یہاں کی تہذیب قدیم تر ہے تو غالباً اس اولین گروہ کے نشانات ہیں جو یہاں سے ہو گزدزیں اور سومیری کھلائیں۔ غالباً یہ گروہ آرمینیا (Armenia) سے ہوتا ہوا کردستان پہنچا اور کردستان کو عبور کر کے ترکستان جس کو اس زمانے میں آناطولیا کا جانا تھا وہاں پہنچا اور بھر جا دیا۔ ملکت آشور ابادی مورخین یہ کہتے ہیں کہ آشوری حکومت بابل کے فرماز و راستے اور اکادی تھے۔ ہمارے نزدیک یہ تخصیص غلط ہے۔ یہ ضرور ہو اک ایک زبانے میں آشور پر بابلیوں کی حکومت ہو گئی تھی ہے حیرابلو (Hammurabi) نے اس کو فتح کر لیا تھا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے انجین سے سند پہنچا تو مددیں کہتے ہیں کہ باب پیدائش (۱:۱) میں مذکور ہے کہ آشور (مزود) بابل سے باہر چلا گیا۔ اور زینا کی بنیاد رکھی۔ ہماری دانست میں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آشور مہیشی بابلیوں کے تخت رہا ہے، ان کی اپنی بھی حکومت تھی جو کی صدیوں تک قائم رہی۔ بلکہ یہیں تو بابلیوں کی تہذیب کا بھی آشوری تہذیب پر بہت کم اثر نظر آتا ہے۔ آکادی اور سومیری زبانوں کا بھی آشوری زبان سے دور کا تعلق نہیں۔ یہ دونوں زبانیں آشوری زبان سے بالکل مختلف ہیں۔ البتہ رسم الخط بہت ملتا ہو مکن ہے۔ رسم الخط آشوری میں شروع ہوا ہو جیسے لکتوں سے ثابت ہے کہ آشوریوں کی تہذیب سومیری تہذیب سے زیادہ پرانی تھی۔ دو ہزار سال قبل تھی آشوری تہذیب یہاں کم ترقی کر چکی کہ یہیں یہاں سیاسی اور ادبی ادارے ملتے ہیں۔ اور ان کے اپنے قانون بلکہ یہیں راجح تھے جن میں عورتوں کے حقوق کا باقاعدہ طور پر تعظیت کیا گیا تھا۔ ان کے وزراء اور امرا بھی سومیریوں سے زیادہ ہیزب تھے جو اپنے محل اور لاہریوں ایں رکھتے تھے۔ یہ لاہریوں اب متعدد ٹکمبوں سے برآمد ہو چکی ہیں۔

مورخین کی ایک شاخ نے جب یہ محسوس کیا کہ آشوریوں کا تعلق اکادیوں اور سومیریوں کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا تو انہوں نے یہ کوشش شروع کی کہ ان کو سینک (Semitic)